© rasailojaraid.com

اور ہیبت کو ملحوظ رکھنے کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے یا درد و سوز کی وہ کیفیت مراد ہے جو جمال آرائے ہستی کی دلربائی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صلحاء امت جب ساری دنیا سو جاتی ہے تو وہ حسین سے حسین ظاہری لباس بھی زیب تن کر کے بیم و رجا کے عالم میں غلطاں و پیچاں خدا کے حضور حاضر ہو جاتے، نمازیں پڑھتے، روتے، گڑگڑاتے، مناتے اور اسے پکارتے اور تڑپتے، بس اسی عالم میں ساری رات گزار دیتے ہیں۔

"خدا کو گویا دیکھ رہا ہے" سے غرض مندرجہ بالا یکسوئی، انہماک اور درد و سوز میں ڈوبا ہوا خلوص اور مشیت الٰہیہ کا استحضار اور مبارک احساس ہے۔ آنکھوں کا ظاہری مشاہدہ نہیں ہے اس لئے یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ جب اسے دیکھا نہیں تو اس کا کوئی تصور کیسے کرے؟ "گویا کہ" کا لفظ خود اس امر کا غماز ہے کہ یہاں ظاہری آنکھوں کا تصور مراد نہیں ہے۔ یہ بحث کافی طویل اور عریض ہے جس کے لئے ایک دفتر چاہیئے، لیکن اس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ نشریات باطلہ کے خلاف احتجاج:

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم' والی بات ہے کہ ملک و ملت کا ایک ایک گوشہ ننگ ملک، ننگ انسانیت اور ننگ دین بنا ہوا ہے۔ ریڈیو بھی انہی میں سے ایک ہے، گو، ہم اپنی بساط کے مطابق اس کی باطل نشریات کے خلاف احتجاج کرتے رہتے ہیں مگر یہ اس کا کوئی صحیح علاج نہیں ہے۔ اصل روگ "ارباب اقتدار" کا وجود ہے جو اور تو سبھی کچھ ہو سکتے ہیں مگر اسلام کو ان سے خیر کی قطعاً کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ موجودہ اور سابقہ سب جاہ پرستوں کے خلاف احتجاج کیا جائے اور پوری ملت اسلامیہ ان کے غیر اسلامی طرز زندگی اور طرز حکمرانی کے خلاف سراپا احتجاج بن جائے بہتر ہے کہ حکمران، اسلام کے مطابق اپنی زندگی میں تبدیلی لائیں یا ان صالح افراد امت کے لئے راستہ چھوڑ دیں جو دین متین کے امین اور اہل ہیں۔ خاص کر جماعت اہلحدیث کے رہنماؤں کو "سیاسیین موسم" سے یارانے قائم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ یہی کہا جائیگا کہ ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

© rasailojaraid.com